قانونی تحفظ کے لئے مدارس کا

سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ سن ۱۸۶۰ء

کے تحت رجسٹرڈ ہونا کیسا ہے؟

حسب ایماء

فقیہ الاسلام حضرت اقدس مولانا مفتی مظفر حسین صاحب المظاہری مدظلہم

ناظم ومتولی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

ناشر

مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور-247001

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیــــــہ

مورخہ ۱۶ ر صفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۳۰ ر اپریل ۲۰۰۲ء دارالعلوم دیوبند میں رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کا کل ہند اجلاس منعقد ہوا جس میں مدارس اسلامیہ سے متعلق چند تجاویز پاس کی گئیں اُن میں سے آخری تجویز مدارس اسلامیہ کے داخلی نظام سے متعلق تھی جسکے نمبر ۷ میں یہ تجویز کیا گیا کہ ''قانونی تحفظ کے لئے مدارس کا رجسٹریشن کرایا جائے'' تجویز کا یہ جزء سنتے ہی ہوشمند سامعین کے کان کھڑے ہو گئے چنانچہ جناب مولانا سید ولی رحمانی صاحب فرزند ارجمند حضرت مولانا سید منت اللہ صاحب رحمانیؒ سابق رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند نے ارباب اہتمام وانتظام دارالعلوم دیوبند سے فوراً ہی یہ دریافت فرمایا کہ رجسٹریشن سے کونسا رجسٹریشن مراد ہے اس پر اناؤنسر صاحب نے جواب دیا کہ سوسائیٹی ایکٹ کے تحت دارالعلوم رجسٹرڈ ہے (لہٰذا وہی مراد ہے) یہ جواب سن کر مولانا رحمانی نے بروقت یہ استدراک فرمادیا کہ اول تو قانونی تحفظ کے لئے مدارس کا رجسٹریشن قانوناً لازم ہی نہیں ہے یہ کسی نے بالکل غیر قانونی بات سمجھادی ہے دوسرے یہ کہ رجسٹریشن آف سوسائٹیز اینڈ چٹس ۱۸۶۰ء ایکٹ سے مدارس کا تحفظ ہرگز نہیں ہوگا بلکہ دینی مدارس کے سوسائیٹی ایکٹ کے تحت رجسٹریشن ہونے سے اُن میں مذہبی تعلیم کی آزادی ہی باقی نہ رہ سکے گی لہٰذا اہل مدارس کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اس کا ارتکاب ہرگز ہرگز نہ کریں مولانا نے یہ بات نہایت وثوق واعتماد اور رجسٹریشن ایکٹ سے براہ راست

قانونی واقفیت کے انداز میں بڑی قوت سے بیان فرمائی مولانا رحمانی کے اس استدراک اور توضیحی بیان کی تائید وحمایت مظاہر علوم وقف سہارنپور کے نمائندگان مفتی مجد القدوس صاحب اور مولانا مظفر الاسلام صاحب تھانوی نے کی اور اسی وقت اسٹیج سے حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب بنارسی معزز رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند نے یہ اعلان فرمادیا کہ اس تجویز کے اس جزء کو اس قید سے مقید کیا جاتا ہے کہ بغیر قانونی مشورہ کے مدارس کا رجسٹریشن نہ کرایا جائے فجزاهم الله تعالیٰ خير الجزاء۔

اس صورت حال کو دیکھ کر بعض اہل علم نے ضرورت ظاہر کی کہ سوسائیٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کے خطرات اور مضر اثرات سے عموماً منتظمین مدارس بھی چونکہ واقف نہیں ہیں اس لئے ان کو اس سے آگاہ کر دیا جائے اگرچہ اس سلسلہ میں ”دارالعلوم دیوبند کا مسئلہ“ انور علی صاحب ایڈوکیٹ سہارنپور بہت پہلے تحریر فرما چکے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی مدارس کا رجسٹریشن ان مدارس کی اسلامی روح اور ان کی دینی و مذہبی حیثیت پر کس حد تک اثر انداز ہوسکتا ہے اور جناب مولانا اسلام الحق اسعدی نے بھی ایک رسالہ اس موضوع پر تحریر فرمایا تھا ان دونوں کے بعد جناب بابو عمران احمد صاحب ایم اے علیگ نے ایک جامع رسالہ ”مدرسہ مظاہر علوم وقف کا رجسٹریشن شریعت وحقیقت کے آئینے میں“ مرتب فرمایا تھا مگر یہ تینوں رسائل ایک عرصہ پہلے شائع ہوئے تھے زیر نظر رسالہ انہی رسائل سے ماخوذ ہے آخر میں ”ٹرسٹ اور وقف کا تقابلی جائزہ“ جناب اصطفٰے حسین صاحب بی. اے.، ایل. ایل. بی. کی کتاب ”مسلم وقف ایکٹ“ سے لیا گیا ہے امید ہے کہ اس تحریر سے منصف مزاج منتظمین مدارس کو رجسٹریشن کی حقیقت سمجھنے میں بصیرت حاصل ہوگی۔

کیا رجسٹریشن (سوسائیٹی ایکٹ ۱۸۶۰ء) سے وقف پر کوئی اثر نہیں پڑتا وقف اسی طرح باقی رہتا ہے؟

کسی بھی وقف کی تمام املاک چاہے وہ منقولہ ہوں یا غیر منقولہ مثلاً عمارتیں، کتابیں، کپڑے، گھڑی، پنکھے غرضیکہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اسلامی قانون کے مطابق اگر کوئی مؤمن کسی شے کو وقف کرتا ہے تو وقف کرتے ہی اس چیز پر سے اس کی ملکیت ختم ہو جاتی ہے اور یہ ملکیت اللہ جل شانہ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور وَقف کرنے والے کا کوئی اختیار اس شے پر نہیں رہتا۔ بلکہ اس کے انتظام و اہتمام کا حق وقف نامہ میں ظاہر کئے گئے متولی کو ہو جاتا ہے لیکن سوسائیٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۵ کے تحت رجسٹرڈ کئے گئے کسی بھی وقف ادارہ کی تمام املاک اللہ تعالیٰ کی ملکیت نہ رہ کر سوسائیٹی کی ملکیت بن جاتی ہیں جو وقف کے قطعاً خلاف ہے۔ اللہ پاک کی ملکیت پر غاصبانہ قبضہ ہے انگریزی ٹرسٹ (TRUST) اور وقف میں شرعاً فرق ہے اور اسی طرح ٹرسٹی (TRUSTEE) اور متولی میں بھی فرق ہے۔ فقہ اسلامی کے مطابق رضاء الٰہی کے لئے اپنی کسی جائیداد یا مال کو دوامی طور پر ان امور و مقاصد کے لئے منسوب کر دینا جو مذہب اسلام کے مطابق امور خیر اور نیک صالح ہوں جبکہ ٹرسٹ (TRUST) کا مقصد رفاہِ عام اور عوامی فلاح و بہبود ہوتا ہے اور ضروری نہیں کہ یہ مقصد صالح اور اسلامی ہی ہو ٹرسٹ (TRUST) میں جائیداد کی ملکیت ٹرسٹیان (TRUSTEES) میں وَدِیعت (VEST) کرتی ہے۔ ٹرسٹی کو متولی سے زیادہ اِختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

اَوقاف کے مقدمات میں جو عنوانات مقرر ہوتے ہیں وہ اگر دعویٰ وقف کی طرف سے ہے تو وقف خداوند تعالیٰ بنام فلاں قائم کیا جاتا ہے اور اگر وقف مدعا علیہ ہے تو مقدمہ کا عنوان فلاں بنام وقف خداوند تعالیٰ ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی وقف ادارہ سوسائیٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کے تحت رجسٹرڈ ہوجائے تو پھر حسب دفعہ۔۶ مذکورہ ایکٹ یہ عنوان ہرگز ہرگز قائم نہیں ہوتا بلکہ سوسائیٹی بذریعہ کوئی عہدیدارِ سوسائیٹی بنام فلاں یا بنام فلاں بنام سوسائیٹی بذریعہ کوئی عہدیدار عنوان قائم ہوتا ہے (گویا خداوند تعالیٰ کا اتنا بھی دخل قانوناً باقی نہیں رہتا کہ اس کے نام سے مقدمات کی سماعت بھی ہوسکے اس طرح خداوند تعالیٰ کو نعوذ باللہ قانوناً بے دخل کردیا جاتا ہے)

سوسائیٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کی دفعہ۔۱۲ کے تحت کسی رجسٹرڈ سوسائیٹی کی مجلس منتظمہ (GOVERNINGBODY) سوسائیٹی کے مقاصد میں تبدیلی کرسکتی ہے اور ہر قسم کے تغیر وتبدل کرنے کی مجاز ہے، یعنی رجسٹریشن کے بعد مدارس دینیہ کے مقاصد میں تبدیلی کی جاسکتی ہے اور ان میں اضافہ اور کمی بھی کی جاسکتی ہے اور ایک وقت خدانخواستہ ایسا آسکتا ہے کہ اگر دینی مدارس کا رجسٹریشن باقی رہتا ہے تو آئندہ ان کی مجلس منتظمہ کے ناعاقبت اندیش افراد کسی بھی وقت قرآن مجید، حدیث شریف اور فقہ کی تعلیم کے بجائے دوسرے دنیاوی علوم کو داخل کرسکتے ہیں اور ان دینی علوم کے حصول کو اس کے مقاصد میں سے حذف کرسکتے ہیں اور ایسا کرنے میں رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۔۱۲ کے تحت ایسا کرنے کا ان کو قطعی حق حاصل ہے۔ رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کی دفعہ۔۱۲ ۔اے کے تحت مدرسے کا نام بھی بدلا جاسکتا ہے اِسی ایکٹ دفعہ ۔۱۲ (ڈی) کے تحت

رجسٹرار کو مخصوص حالات میں سوسائیٹی کا رجسٹریشن منسوخ کرنے کا اختیار ہے گویا مذکورہ ایکٹ کی دفعہ ۔۱۲ کے تحت مختلف حالات اور مختلف انداز میں مدارس اسلامیہ کا عظیم الشان وجود اور مہتم بالشان حیثیت رجسٹرڈ ہوجانیکی صورت میں ممبران سوسائیٹی کی اکثریت اور اس کی مجلس منتظمہ اور رجسٹرار کی مرہون منت ہوجائے گی حسب دفعہ ۔۱۳ سوسائیٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کسی رجسٹرڈ سوسائیٹی کے ممبران کی ۳/۵ تعداد جب چاہے سوسائیٹی کو ختم کرسکتی ہے اور زیر دفعہ ۔۱۳ (اے) رجسٹرار کو بھی کسی رجسٹرڈ سوسائیٹی کو ختم کردینے کا اختیار حاصل ہے اور دفعہ ۔۱۳ (بی) کے تحت کسی عدالت یا مجاز کے ذریعہ بھی کسی رجسٹرڈ سوسائیٹی کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے گویا خدانخواستہ کسی بھی وقت ان مدارس کا درخشاں وتابندہ وجود ہی دفعہ ۔۱۳ سوسائیٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کی چھری سے ذبح کیا جاسکتا ہے ۔اسی ایکٹ کی دفعات ۱۸۔۲۲۔۲۳۔۲۴۔۲۵ کی رُو سے رجسٹرار سوسائیٹیز کو کسی بھی رجسٹرڈ سوسائیٹی کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کا پورا حق حاصل ہے۔اور بعض حالات میں رجسٹرار کا دخل قطعاً حاکمانہ ہے۔

رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کی جو تفصیلات نقل کی گئیں ان کے پیش نظر یہ حقیقت ناقابل انکار ہوجاتی ہے کہ یہاں دینی مدارس کا رجسٹریشن یقینی طور پر غیروں کی بالادستی قائم کرکے ان کی ہر طرح کی مداخلت کی راہ ہموار کردیتا ہے لہٰذا اس کی کیا ضمانت ہوسکتی ہے کہ سوسائیٹی کے ارکان اپنی اندرونی مجبوری یا کسی بیرونی دباؤ کے تحت دینی مدارس کے خالص مذہبی مقاصد میں کوئی تبدیلی نہیں کریں گے؟

حقیقت یہ ہے کہ محض دستور کو بطور ایک دستاویز رجسٹرڈ کرایا جا سکتا ہے ہاں یہ کہئے کہ جب کسی ادارہ کو سوسائیٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کے تحت رجسٹرڈ کرانا ہو تو پھر ضرور دستور اور کمیٹی کا رجسٹریشن دونوں ایک ہی ساتھ ہونگے۔

محض دستورالعمل کا رجسٹریشن انڈین کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت بھی ہو سکتا ہے بلکہ بطور ایک دستاویز کسی ادارہ کے محض دستورالعمل کو سب رجسٹرار کے یہاں بھی رجسٹرڈ کرایا جا سکتا ہے اور اس قسم کے رجسٹریشن سے قطعاً وقف پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ان سب خطرات کو دور کرنے کی محض ایک دوا رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کسی دشمن دین و عقل نے بتلائی ہے۔

جبکہ دوسرے متبادل قانونی طریقے موجود ہیں جن کو اختیار کرنے سے وقف علی اللہ بھی مجروح نہیں ہوتا۔

کیا صرف رجسٹرڈ اداروں کو ہی ملک کے قوانین کی طرف سے تحفظ حاصل ہوتا ہے؟

ہندوستان کا آئین اور اس کے رائج العمل قوانین ہر ادارہ کا قانونی طور پر تحفظ کرتے ہیں چاہے وہ رجسٹرڈ ہوں یا نہ ہوں ہمارے ملک میں ہنوز کوئی قانون ایسا نہیں ہے کہ کسی مذہبی ادارے کا رجسٹریشن ضروری اور لازمی ہو۔

لہٰذا اہل مدارس اپنے عمل سے اس کی قانونی ضرورت پیدا نہ کریں ورنہ ”خود کردہ را علاجے نیست“

ٹرسٹ اور وقف کا تقابلی جائزہ

۱۔ٹرسٹ کسی بھی قانونی امر کیلئے قائم کیا جاسکتا ہے۔	۱۔وقف کے تحت مقاصد شرعی طور پر مذہبی خیراتی یا صالح ہونا ضروری ہیں۔
۲۔ٹرسٹ میں جائیداد کی ملکیت ٹرسٹی کے حق میں منتقل ہو جاتی ہے۔	۲۔وقف کے تحت جائیداد موقوفہ اللہ جل شانہٗ کی ملکیت ہو جاتی ہے۔
۳۔ٹرسٹی کے اختیارات بمقابلہ متولی وسیع ہوتے ہیں۔	۳۔متولی کی حیثیت محض منتظم یا نگراں کی ہوتی ہے۔
۴۔ٹرسٹ کے لئے دوامی ناقابل تنسیخ وناقابل انتقال ہونا ضروری نہیں ہے۔	۴۔وقف دائمی ناقابل تنسیخ وناقابل انتقال ہوتا ہے۔
۵۔ٹرسٹ ہر ایسے عمل کے لئے کیا جاسکتا ہے جو خلاف قانون یا ضابطۂ اخلاق کے منافی نہ ہو۔	۵۔مذکورہ پابندیوں کے علاوہ وقف کے مقاصد بموجب شرع جائز ہونا ضروری ہیں۔
۶۔ٹرسٹ کا تعلق محض دنیاوی اور مادی مفاد سے ہوتا ہے۔	۶۔وقف کی نوعیت ہمیشہ مذہبی ہوا کرتی ہے اور وقف کے قیام میں ثواب کی نیت ہوتی ہے۔

ماخوذ:۔ازمسلم اوقاف ص۔۸۰ ملخصاً

مرتبہ:۔جناب اِصطفےٰ حسین (بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی)